بِسۡمِ

اخبار انٹرنیشنل

مئی 2019ء
شعبان/رمضان 1440ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ نبی نہیں مجدد صد چہاردہم تھے جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

ارشد علوی

فہرست مضامین

1: کلامِ امام۔ (حضرت مسیح موعودؑ)	2
2: از کلامِ علوی	4
3: خطبہ مولانا محمد علیؒ۔	4
4: رمضان	8

جلسہ انگلستان

16 اگست بروز جمعہ سے 18 اگست بروز اتوار احمدیہ جماعت یو کے ایک جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ مہربانی فرما کر تفصیلات کے لئے شاہد عزیز یا سمیرا احمد سے رابطہ کریں۔

عالمگیر (ذیلی مرکز)
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
پتہ برائے خط و کتابت
15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام واوقات

جمعہ-انگریزی	13:00
ماہانہ اجلاس-انگریزی-ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین-انگریزی	11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات- اردو ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؒ

خُدا کا وِصال دُعا سے مِلتا ہے

مُرتّب:۔ ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ اسلامی اصُول کی فلاسفی کے صفحہ 88 میں فرماتے ہیں

ہم اس حیّ وقیّوم کو محض اپنی ہی تدبیروں سے ہرگز نہیں پاسکتے۔ بلکہ اس راہ میں صراطِ مستقیم صرف یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی مع اپنی تمام قوّتوں کے خُدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرکے پھر خُدا کے وِصال کے لئے دُعامیں لگے رہیں تا خُدا کو خُدا ہی کے ذریعہ سے پاویں۔

سُورۃ فاتحہ کی لطیف تفسیر

اور سب سے زیادہ پیاری دُعا جو عین محل اور موقع سوال کا ہمیں سکھاتی ہے اور فطرت کے رُوحانی جوش کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ وہ دُعا ہے جو خُدائے کریم نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورہ فاتحہ میں ہمیں سکھائی ہے اور وہ یہ ہے۔۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞ تمام پاک تعریفیں جو ہوسکتی ہیں۔ اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والاہے۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ وہی خُدا جو ہمارے اعمال سے پہلے ہمارے لئے رحمت کا سامان میسّر کرنے والا ہے۔ اور ہمارے اعمال کے بعد رحمت کے ساتھ جزا دینے والاہے۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۞ وہ خدا جو جزا کے دن کا وہی ایک مالک ہے۔ کسی اور کو وہ دن نہیں سونپا گیا۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیّین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ :۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔"
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہوگا۔
4. بُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلِ سُنت کے مُسلّمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اے وہ جو ان تعریفوں کا جامع ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں۔ اور ہم ہر ایک کام میں توفیق تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس جگہ ہم کے لفظ سے پرستش کا اِقرار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیرے آستانہ پر جھکے ہُوئے ہیں۔ کیونکہ انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت ایک اُمّت ہے اور اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا یہی وہ حالت ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ۔ ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اور اس پر ثابت قدم کرکے ان لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تیرا انعام واکرام ہے۔ اور تیرے موردِ فضل وکرم ہوگئے ہیں۔ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝۔ اور ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن پر تیرا غضب ہے۔ اور جو تجھ تک نہیں پہنچ سکے۔ اور راہ کو بھول گئے۔ آمین۔ اے خُدا! ایسا ہی کر۔

خُدا کے فیُوض کِن کو مِلتے ہیں

یہ آیات سمجھا رہی ہیں کہ خُداتعالیٰ کے انعامات جو دُوسرے لفظوں میں فیُوض کہلاتے ہیں اُنہی پر نازل ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کی خُدا کی راہ میں قربانی دے کر اور اپنا تمام وجود اس کی راہ میں وقف کرکے اور اس کی رضا میں محو ہو کر پھر اس وجہ سے دُعا میں لگے رہتے ہیں کہ تا جو کچھ انسان کو رُوحانی نعمتوں اور خُدا کے قُرب اور وِصال او راُس کے مکالمات اور مخاطبات میں سے مِل سکتا ہے وہ سب ان کو مِلے اور اِس دُعا کے ساتھ اپنے تمام قویٰ سے عبادت بجالاتے ہیں۔ اور گناہ سے پرہیز کرتے اور آستانہ الٰہی پر پڑے رہتے ہیں اور جہاں تک ان کے لئے ممکن ہے اپنے تئیں بدی سے بچاتے ہیں اور غضبِ الٰہی کی راہوں سے دُور رہتے ہیں۔ سو چونکہ وہ ایک اعلیٰ ہمّت اور صدق کے ساتھ خُدا کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس لئے اُس کو پالیتے ہیں اور خُداتعالیٰ کی پاک معرفت کے پیالوں سے سیراب کئے جاتے ہیں۔

اِستقامت کی حقیقت

اس آیت میں جو اِستقامت کا ذکر فرمایا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچّا اور کامل فیض جو رُوحانی عالم تک پہنچاتا ہے کامل اِستقامت سے وابستہ ہے اور کامل اِستقامت سے مُراد ایک ایسی حالتِ صِدق ووفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ یعنی ایسا پَیوند ہو جس کو نہ تلوار کاٹ سکے نہ آگ جلا سکے۔ اور نہ کوئی دُوسری آفت نقصان پہنچا سکے۔ عزیزوں کی موتیں اس سے علیٰحدہ نہ کر سکیں۔ پیاروں کی جدائی اس میں خلل انداز نہ ہوسکے۔ بے آبروئی کا خوف کچھ رُعب نہ ڈال سکے۔ ہولناک دُکھوں سے مارا جانا ایک ذرّہ دِل کو نہ ڈرا سکے۔ سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے۔ اور یہ راہ نہایت دُشوار گُذار ہے کس قدر مشکل ہے۔ آہ! صد آہ!!

اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اِن آیات میں اشارہ فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَاِخۡوَانُکُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا وَتِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَجِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ (التوبۃ:24) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری برادری اور تمہارے وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور تمہاری سوداگری جس کے بند ہونے کا تمہیں خوف ہے اور تمہاری حویلیاں جو تمہارے دل پسند ہیں۔ خُدا سے اور اس کے رسُول سے اور خُدا کی راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم اس وقت تک منتظر رہو کہ جب تک خُدا اپنا حکم ظاہر کرے اور خُدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائے گا۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ خُدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خُدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ اُنہوں نے غیر کو خُدا پر مقدّم رکھا۔

کلامِ اعظم علوی
پرسش

نفسِ امّارہ سے ہو گا نہ تصادم جب تک
دِل کے ارماں نہ ہوں گے کبھی نادم تب تک
تم سے اے اہلِ خبر یہ بھی تو پرسش ہو گی
"دین کو دُنیا پہ کیا تُم نے مُقدّم کب تک

4 رمضان 1349ھ

23 جنوری 1931ء

خطبہ جمعہ
روزہ کے فوائد
حضرت مولانا محمد علیؒ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولیٰناؒ نے آیت ذیل تلاوت کی:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (183:2)

ترجمہ: ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لیے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں۔ جیسے کہ اُن لوگوں کے لیے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم مُتّقی بنو“۔

اور پھر آپؒ نے فرمایا۔ یہ کہ آج کل مسلمانوں کے ایک طبقہ میں، کہ جو انگریزی خوانوں کا طبقہ کہلاتا ہے، ان میں یہ ایک رَو چلی ہے، کہ اصول مذہب کو صرف اسی صورت میں ماننے کو تیار ہوتے ہیں، کہ جب کوئی یورپین فلاسفر یا کوئی لکھا پڑھا انگریز اس کی تصدیق کر دے! اور یہ مغربی ہوا کچھ ایسی آج کل لوگوں پر مسلّط ہو گئی ہے۔ کہ وہ کسی چیز کے فائدہ یا نقصان پر غور کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے، بلکہ اندھا دُھند، جو کچھ مغرب سے آتا ہے، اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عقلمندی اور دانشمندی کا طریق یہ تھا، کہ وہ صرف اس چیز کو قبول کرتے کہ جو تجربہ اور آزمائش سے مفید ثابت ہو۔ یہ ایک ایسا اصول ہے۔ کہ جس پر اگر مسلمان عمل کریں تو ان کی قوم دُنیا میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ ہر اصول اور حکم کو قبول کرنے یا ردّ کرنے سے پیشتر اس کی خوبی اور نقصان کو اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔ اس طرح انسان دنیا میں بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ بتایا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے تم متقی بن جاؤ گے۔ عربی زبان میں تقویٰ کے معنی نقصان سے بچنا اور فائدہ کی چیز کو لے لینا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ رکھنے کا حکم دینے میں حکمت اور فائدہ کیا ہے؟ وہ نقصان سے بچنا اور فائدہ کی چیز کو لے لینا ہے۔ یعنی روزہ بدیوں اور نقصانات سے بچانے اور نیکی کی شاہراہ پر ڈال دینے میں معاون ہے۔ اس لئے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ روزہ کس کو کہتے ہیں؟ اس میں پہلی بات کھانے پینے وغیرہ کو وقت معیّن تک ترک کرنا ہے۔ یا طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ سے باز رہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محض بھوکے رہنے سے خوش نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کو ہماری فاقہ کشی کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس کا اصل مقصد انسان کے اندر اس عادت کو پیدا کرنا ہے، کہ وہ خدا کی رضاء کے لئے یا اس کے احکام کی تعمیل کے لئے بدیوں سے بچ جائے۔ اور یہ سب سے پہلی اور سب سے موٹی بات ہے، جس کی طرف لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ میں اشارہ ہے۔ یہ عادت روزہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ کھانا پینا وغیرہ افعال، باوجود جائز ہونے کے، چھوڑ دینا کہ جن پر انسان کی زندگی کا انحصار ہے، انسان خُدا کا حکم سمجھ کر ہی چھوڑتا ہے۔

پھر اس میں بھی جتنی زیادہ تکلیف ہوتی ہے، اسی قدر انسان کو زیادہ ہمت اور صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور یوں الٰہی احکامات پر چلنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ گرمیوں میں جب دن لمبے ہوتے ہیں سخت گرمی کی وجہ سے انسان سخت تکلیف کے وقت تنہائی میں بھی پانی کی ایک بوند حلق میں نہیں ڈالے گا۔ روزہ دار کی طبیعت اور فطرت اس کو پسند نہیں کرتی، گویا تنہائی میں اور سخت تکلیف کے وقت بھی وہ خُدا کے حکم کو مقدّم کرتا ہے۔ اور اس کی ہستی کا خیال دل پر ایسا غالب آجاتا ہے اور یہ اس کی زندگی میں ایک ایسی حقیقت بن جاتی ہے کہ خُدا کی رضا اس کے لئے سب چیزوں سے مقدّم ہو جاتی ہے۔ یوں آہستہ آہستہ انسان کے اندر ایک عادت پختہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ کہ وہ خدا کی رضاء کیلئے ہر برائی کو چھوڑ سکے۔ اور ہر اطاعت کو اختیار کر سکے۔ اور جب ایک امر بطور عادت کے انسان کے اندر داخل ہو جائے تو پھر اس کی طبیعت کا میلان خود اس طرف ہو جاتا ہے۔

پس سب سے پہلا فائدہ روزے کا یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر بدی سے بچنے اور نیکی کو اختیار کرنے کی عادت پختہ ہوتی ہے۔ انہی الفاظ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں روزے کا ایک اور فائدہ بھی نظر آتا ہے۔ انسان ایک تو کسی دُنیوی مفاد کے لئے تکلیف اُٹھاتا ہے۔ اور دُوسرے اُخروی زندگی کی بہتری کے لئے۔ اسلام صرف آئندہ آنے والی دُوسری زندگی کے لئے ہی تعلیم نہیں دیتا بلکہ دُنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کے طریق بھی بتاتا ہے۔ پھر جس طرح سے انسان ورزش کرکے آہستہ آہستہ باقاعدگی کے ساتھ جسمانی طاقت حاصل کرتا ہے، اسی طرح ہر ایک اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دُکھوں اور تکلیفوں کی برداشت کی عادت کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ انسان خواہ کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو، کوئی، دولت مند ہو یا امیر اور بادشاہ، اس کو بھی دُکھوں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ مگر جس شخص میں دُکھ اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت نہ ہو اس کی زندگی محال ہو جاتی ہے!

یہ ایک ماہ کے روزے کیا ہیں؟

انسان کو دُکھ اور تکلیف کی برداشت کا عادی بنانے کے لئے ایک ورزش ہے۔ تاکہ انسان، جو وقت پر کھانے اور پینے کا محتاج ہے، وہ اپنے آپ کو عادی بنالے کہ کبھی اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یا دُنیا کے کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے بھوک پیاس یا اور کسی دُکھ کا مقابلہ کرنا پڑے تو وہ کر سکے۔ کیونکہ انسان کی ترقی کے لئے دُکھ اور مصائب کا آنا ضروری ہے۔ اور جب تک کوئی شخص دُکھوں میں سے ہو کر نہیں گذرتا وہ ترقی کر نہیں سکتا[1]۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۔ (4:90) انسان پیدا ہی مشقت میں کیا گیا ہے۔ بغیر مشقت کے انسان انسان نہیں بن سکتا۔ اور نہ کوئی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ سہولت اور آرام کی زندگی کا انجام ہمیشہ دُکھ ہوتا ہے۔ اور مشقت اور محنت، کی زندگی کا نتیجہ سُکھ ہوتا ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ انسان کے اندر یہ قوّت پیدا کی جائے کہ جب اس پر مصیبت اور تکلیف آئے اس کا مقابلہ کر سکے۔ انسان جب کسی بات کا اپنے آپ کو عادی کر لیتا ہے تو پھر وہ بات اس کے لئے معمولی چیز ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مہینہ کے روزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کو سال میں تقسیم کرکے نہیں رکھا۔ کہ ہر مہینہ میں دو دو چار چار کرکے سال بھر میں رکھ لئے جائیں۔ کیونکہ اصل مقصد تو مشقت اُٹھانے کی عادت پیدا کرنا ہے۔ وہی شخص، جو متواتر ایک مہینہ بھر روزے رکھتا ہے، وہ بھوک اور پیاس کی شدّت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

میرا یہ ایمان ہے کہ مسلمان قوم دنیا سے مر نہیں سکتی کہ جس کو اس قدر دُکھوں اور مصائب کے مقابلہ کی ورزش کرائی جاتی ہے۔ اسلام کا یہ حکم یعنی روزہ مصائب کے مقابلہ کی طاقت انسان میں پیدا کرتا ہے۔ اور جس شخص میں یہ طاقت پیدا نہ ہو وہ مصیبتوں

---

[1] سونا آگ میں جل کر گلزار ہوتا ہے۔

کے مقابلہ کے وقت بچ نہیں سکتا۔

اس کے علاوہ روزہ سے ایک اور فائدہ بھی ہوتا ہے اور وہ انسان کی قوت ارادی کا ترقی کرنا ہے۔ دُنیا کے مشکل سے مشکل کام سب انسان کی قوّتِ ارادی کے ماتحت ہیں۔ انسان جب کسی بات کا پختہ ارادہ کرلیتا ہے، تو پھر اس کام کا کرنا اس کے لئے مشکل کام نہیں رہتا۔ روزہ میں انسان کھانے پینے وغیرہ کے ترک کا ارادہ کرلیتا ہے۔ اور در حقیقت یہ اس کا ارادہ ہی ہے جس کی وجہ سے وہ خطرناک پیاس اور سخت بھوک کا مقابلہ کرلیتا ہے! پس روزے سے انسان کی یہ قوّت ارادی عمل میں آتی رہتی ہے۔ اور جو قوت انسان کے عمل میں آئے گی وہ لازماً ترقی بھی کرے گی۔ اور قوت ارادی کی ترقی انسان سے انہونے کام بھی کرادیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ میں بھی ارادہ کی صفت ہے۔ اور یہ کُل مخلوقات اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ کا کرشمہ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔(82:36) جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرلیتا ہے تو وہ ضرور ہو جاتی ہے۔ پھر وہ رک نہیں سکتی۔ اور ہو کے رہتی ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ(16:85) وہ جس بات کا ارادہ کرے، وہ اس کو کر کے چھوڑتا ہے۔ انسان بھی اپنے اخلاق اور اوصاف چونکہ اللہ تعالیٰ سے لیتا ہے۔ اور اس کی صفات پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہے۔ کہ وہ اس کی صفات کا ایک رنگ اپنے اندر پیدا کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرو۔

انسان جتنے بھی نیک کام کرتا ہے، ان سب کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

اس کی صفات میں ارادہ بھی ایک بہت بڑی صفت ہے۔ کہ جس کے ماتحت خلق اشیاء اور ان کی آئندہ نشوو ترقی کا کام ہوتا ہے۔

اس لئے یہ قوتِ ارادہ بہت بڑی زبردست چیز ہے۔ انسان کے اندر بھی جب یہ پختہ ہو جاتی ہے۔ تو پھر جس کام کو کرنا چاہے، کر سکتا ہے۔ اگر یہ ارادہ کرلو کہ ہم نے دُنیا کو فتح کرنا ہے، تو فتح کرلوگے۔ صرف ارادہ کی پختگی درکار ہے۔ اگر یہ ارادہ کرلو کہ ہم نے زندہ رہنا ہے۔ تو زندگی کے سب اسباب تمہارے لئے جمع ہو جائیں گے۔ اور جو شخص لیٹ رہنے کا ہی ارادہ کرلیتا ہے، اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ کوئی بھی کام دین یا دنیا کا کرنا چاہو۔ اگر ارادہ میں پختگی ہوگی، تو ضرور اس کو کرلوگے۔

صحابہؓ میں جس وقت یہ قوت ارادی پختہ ہوگئی تو پھر ایک بے سروسامان قوم کے سامنے ایران اور روما کی عظیم الشان سلطنتیں کچھ وقعت نہ رکھتی تھیں! یوں کہنے کو تو ایران والوں نے طنزاً ان کو غریب اور بادیہ نشین دیکھ کر بھی کہہ دیا، کہ دو دو دینار لے کر واپس چلے جاؤ۔ اور ان کے جرنیلوں کے سامنے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ مگر انہوں نے اسلام کی حفاظت کے سامنے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ وہ لوگ وہ ترک اور لیڈر نہ تھے کہ جو دُنیا کے مال کے بدلے حکومتوں اور سلطنتوں کو بیچتے رہے۔ وہ دین اور اپنے عزم کے سامنے روپیہ پیسہ پر تھوکتے تھے۔ وہ صاف طور پر دشمن کو للکار کر کہہ دیتے تھے۔ کہ یہ شرائط ہیں۔ ان کو قبول کرو تو بہتر، ورنہ یہ تلوار موجود ہے۔ کوئی کسی قسم کا سامان ان کے پاس نہ ہوتا تھا۔ مگر ایک اطمینان اور عزم وارادہ سے لبریز دل اور ہاتھ میں چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی تلوار۔

ان کے بالمقابل غیر سلطنتوں میں کس قدر شان وشوکت تھی! اور کس قدر سامان تھا کہ جس کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ ڈیڑھ دو لاکھ کی فوج سامنے ہے۔ کہ جو ان کی اپنی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوتی تھی۔ لیکن ان کے اٹل ارادوں کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہ تھی! جدھر مُونہہ اٹھاتے تھے، فتح کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

تاریخ میں مدائن کی فتح کا واقعہ لکھا ہے کہ مسلمانوں نے جب مدائن کا مغربی حصہ فتح کرلیا، تو اب آگے دریائے دجلہ سمندر

کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ کشتیاں چونکہ ایران والوں کی تھیں۔ اس لئے وہ دریا کے دُوسری طرف لے گئے تھے۔ دریا سے پار ہونے کا کوئی سامان نہ دیکھ کر سپہ سالار فوج نے ایک روز ساری فوج کو تیار کر کے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ اور اس کے بعد فوج نے بھی ایک ایک دو دو کر کے اپنے گھوڑے ڈال دیئے۔ اور ان پر سے دریا سے پار ہو گئے! دشمن کی فوج نے جب دُور سے اس فوج کو دریا پر سوار آتے ہوئے دیکھا، تو وہ "دیواں آمدند، دیواں آمدند" کہتے ہوئے بھاگ گئے۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جن کے ارادوں کے سامنے کوئی بات انہونی نہ تھی۔ آج بھی اگر مسلمانوں کا ارادہ متحد اور پختہ ہو، تو یہ نظارہ اب بھی نظر آسکتا ہے۔ اسلام نے نماز روزہ کی تعلیم اس لئے دی ہے کہ اس میں قوم کی زندگی ہے۔

ایک مشہور مصنف کا قول ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے پبلک پریئر (Public Prayer) یعنی باجماعت نماز مقرر کر کے مسلمانوں کی قوم کے اندر قوت اتحاد پیدا کر دی ہے۔ یہ نماز اور روزہ صرف ثواب اور آخرت کے لئے ہی نہیں، بلکہ دُنیا میں بھی انسان کو زندہ رہنے کے قابل بناتے ہیں۔ روزہ فرمانبرداری، احکاماتِ الٰہی کی تعمیل کی رُوح اور مشقت کو برداشت کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے۔ جس طرح انسان بھوک اور پیاس جیسے طبعی جذبات پر غالب آجاتا ہے، اسی طرح باقی مشکلات پر غالب آنے کی بھی ہمت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ سے کس قدر ہمت پیدا ہوتی ہے! اس کو شائد آج کل اچھی طرح نہ سمجھا جاسکے۔ لیکن گرمیوں کے دنوں میں زمینداروں کو دیکھو کہ وہ کس طرح شدت کی دھوپ میں روزہ رکھ کر سخت مشقت کے کام ہل جوتتے اور فصل کو کاٹتے ہیں۔

روزہ کا ایک بہت بڑا فائدہ قوت ارادی کو مضبوط کرنا ہے۔

اسی قوت ارادی کا آپ[2] بھی ایک کرشمہ ہیں۔ کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک شخص پیدا ہوا۔ اور اس نے یہ ارادہ کر لیا کہ میں نے اسلام کو دُنیا میں پھیلانا ہے۔ اس کی قوّت ارادی نے ہی ایک جماعت کی شکل اختیار کی۔ کہ جس نے اس قدر کام کر دکھایا! پھر اس کے اپنے ارادہ کی مضبوطی پر غور کرو۔ کہ وہ ایک معمولی گاؤں کا رہنے والا، جو دُنیا کی اکثر زبانوں سے ناواقف ہے، لیکن وہ یہ عزم رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ میں قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ولائیت میں پھیلاؤں۔ چنانچہ اس کی قوت ارادی غالب آئی۔ اور قرآن کریم کا ترجمہ ہو کر دُنیا میں پھیل گیا۔ اسی طرح اگر تم بھی یہ ارادہ کر لو۔ کہ تم نے دُنیا کے کناروں تک اسلام کو پہنچانا ہے۔ اور دُنیا کے ہر ملک میں قرآن شریف کو پہنچانا ہے۔ تو یقیناً تم اس کو کر لوگے۔ لیکن دُنیا میں ہر کام عزم اور ہمت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کے لئے ایک وقت اور کوشش درکار ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سوئے ہوئے کوئی کام ہو گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی خلق کا کُنْ فَيَكُوْنُ (117:2) کے ماتحت ہونا فرمایا ہے۔ مگر اس کا کُنْ فَيَكُوْنُ بھی فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (38:50) ہے۔ یعنی چھ مختلف اوقات میں پیدا کرنے کا ذِکر ہے۔ اور یہ چھ خلق کے درجات ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تھک جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ بناتا ہے۔ بلکہ اس کے متعلق تو فرمایا وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (38:50) اس کو اتنے بڑے بڑے عظیم الشان کام کرنے، اور پیدا کرنے سے تھکان نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اس طرح بتدریج پیدا کرنے میں حکمت ہے۔ اسی طرح سے اگر تم بھی کسی کام کا ارادہ کر لوگے تو وہ ہو جائے گا۔ ہمت نہ ہارو اور عزم کو پختہ رکھو۔ تو جس قدر بھی مشکلات سامنے آئیں گی، ان پر غالب آجاؤ گے۔

اس وقت آریہ اور عیسائی پادری اسلام کے خلاف کتابیں لکھ

---

[2] حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود

لکھ کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اور دن رات اسلام کی تباہی کی فکر میں ہیں۔ تم بھی ان کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ ورنہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور قوم کی اس حالت کے لئے جوابدہ ہو گے، تو کیا کہو گے؟ کہ کیا اس وقت تمہارا اُٹھنا ضروری نہ تھا؟! جب اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے! مسلمانوں کے اندر اس قدر کمزوری نہیں، کہ جتنی ان کی ہمت پست ہونے میں ہے۔ اگر وہ اُٹھنے کا ارادہ کر لیں تو اُٹھ سکتے ہیں۔ انسان جس چیز کا بھی ارادہ کرے، وہ اسے کر لیتا ہے۔ مگر سُستی کی وجہ سے ہر کام میں کمزوری آتی چلی جا رہی ہے۔ اور غفلت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ صبح سویرے اُٹھنا معمولی بات ہے۔ مگر مسلمانوں کو نماز کے لئے اُٹھنا مشکل ہو رہا ہے۔ آنکھ نہ کھلنے کا محض بہانہ ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ نماز پڑھنا ہے، اور صبح ضرور اُٹھنا ہے، تو ضرور وقت پر آنکھ خود بخود کھل جائے گی۔ میں نے کبھی الارم والا ٹائم پیس نہیں رکھا۔ گرمیوں کی چھوٹی چھوٹی راتیں ہوں یا سردیوں کی، اپنے وقت پر آنکھ کھل جاتی ہے۔ جو صبح اُٹھنا چاہتا ہی نہیں، اس کی آنکھ بھی نہیں کھلتی۔ یہ نماز روزے تمہارے اپنے اندر باقاعدگی اور تکالیف پر غالب آنے کی ہمت پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (184:2) اگر روزہ رکھو تو یہ تمہاری اپنی بھلائی کا موجب ہے۔ تمہارے اپنے اندر طاقت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے! اگر اس پر عمل کرو، تو تمہارے لئے کامیابی ہے۔ جس قوم کے اندر قوّتِ ارادی مضبوط ہے، وہ قوم دُنیا میں زندہ رہ سکتی ہے۔ (پیغام صلح 27 جنوری 1931ء)

رمضان

شاہد عزیز

رمضان کے مقدس مہینے میں مسلمان روزہ اور نماز پر بہت زور دیتے ہیں۔ جو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ روزے کے اصل مقصد کو کسی حد تک بھولا دیا جاتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں زکوۃ اور فطرانہ بھی اُتنے ہی ضروری ہیں۔ جتنا روزہ رکھنا۔

نہ صرف یہ کہ ہمارے لئے یہ قربانیاں دینا ضروری ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کریں۔ اِس سے ہماری روح کے اندر خدا سے ایک تعلق پیدا ہوتا ہے اور ہمارا نفس نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے وسائل کو بلا معاوضہ انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال نہیں کرتے تو پھر ہمیں اپنی عبادات کے اصل مقصد کا علم ہی نہیں۔ تو اگر ہم بلا مقصد بھوکے رہ رہے ہیں تو نہ ہمیں اور نہ ہی بنی نوح انسان کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اُن ملکوں کی طرف دیکھیں جہاں مساجد نمازیوں سے بھری ہیں۔ جہاں رمضان میں ہوٹل زبردستی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں رشوت، سفارش، چور بازاری کا بازار گرم ہے۔ جہاں یہ نمازی، نماز کا وقت ایک منٹ ادھر اُدھر ہو جائے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے لیکن یہ ہی نمازی وقت پر کام پر نہیں آتے۔ کام پورا نہیں کرتے۔ وغیرہ وغیرہ اگر اِن نمازوں سے آپ نے اپنا فرض ادا کرنا نہیں سیکھا، اپنا وعدہ وفا کرنا نہیں سیکھا، سچ بولنا نہیں سیکھا تو پھر اِن عبادات کا فائدہ کیا ہے؟

اسلام واحد مذہب جو اپنے ہر حکم کی وجہ بیان کرتا ہے۔ شراب نہ پیو۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُس کے نقصانات زیادہ ہیں اور فائدے کم۔ روزہ رکھو۔ کیوں؟ تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ اگر روزہ رکھ کر آپ متقی نہیں بنے تو پھر آپ صرف بھوکے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو آپ کی بھوک پیاس سے نہ کوئی خوشی ہے اور نہ ہی غرض۔

رمضان اور عید مُبارک

فطرانہ 10 پونڈ فی کس ہے

زکوۃ ادا کرنا نہ بھولیں